نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

قیمت سالیانہ بلا محصول عہ۲ | قیمت سالیانہ مع محصول ۲عہ

نمبر ۵۲ - جلد ۱۰ | لودیانہ ۲۸ دسمبر ۱۸۸۳ء | قیمت فی پرچہ ۶ پائی

گلدستۂ اخبارات

نور افشاں کی دسویں جلد آج اختتام کو پہونچی - **افغانستان** کے معاملات بگڑے ہوئے نظر آتے ہیں = **امیر کابل** کا سفیر جو کلکتہ میں حضور ویسرا کی خدمت میں ڈالی لیکر آیا ہی کہتے ہیں کہ وہ کچھہ زر کا خواہاں ہی = **سویز** کی مصری فوج اور حکام میں کچھہ اَن بن ہو رہی ہی = **ایران** میں جو افغان پناہ گزین ہیں وہ تیاری کر رہے ہیں کہ افغانستان میں چلکر فتور برپا کریں - **ایوب خان** نے طہران سے امیر کابل کو لکھا ہی کہ اگر تم اپنی بہتری چاہتے ہو تو سیدھے طور سے مجھہ کو ہرات و قندھار دیدو ورنہ تم جانو میں جنگ کا سامان کر چکا ہوں = **موسیٰ خان** ایوب خان سے معہ چند جرار سرداروں کے جا ملے ہیں = **شاہ ایران** نے اپنی فوج کے ۳۲ عہدیدار ایوب خان کو دیدئے ہیں = **روس** اور روم میں جب جنگ ہوا تھا تو وہاں کے محکمہ کمسریٹ اور ٹھیکہ داران نے بہت کچھہ جعلسازیاں کی تھیں چنانچہ اب اُن کی تحقیقات ہو رہی ہی = **سوڈان** میں امام مہدی مصنوعی نے بہت زور پکڑ رکھا ہی - **گورنمنٹ ہند** مسودۂ قانون خود اختیاری پر ہمارپر غور کر رہی ہی = **بوشہر** سے خبر آئی ہی کہ موتیوں کا ایک جدید ساحل بندرگاہ لنگہہ کے متصل برآمد ہوا ہی = **بمبئی** کی کمسریٹ نے جو خچریں رنگون میں بھیجی ہیں اس سے شاہ برہما یہہ نتیجہ نکالتا ہی کہ مجھہ سے انگریز جنگ کرنیکا سامان جمع کر رہے ہیں = **روپڑ** ریلوی کی کارروائی سندہ و پنجاب ریلوی کے سپرد ہو گئی ہی = ہیضہ کی وبا ضلع سلہٹ میں بڑی سختی کے ساتھہ پھیل رہی ہی اور کثرت کے ساتھہ لوگ مر رہے ہیں = **فرانس کی گورنمنٹ** نے حکم دیا ہی کہ بڑے حروف کی کتابیں طبع ہوا کریں کیونکہ باریک حروف سے بصارت میں فرق آتا ہی = **ایوب خان** نے ایک اَور خط میں امیر کابل کو لکھا ہی کہ چچا جان ملک افغانستان سے برضامندی دست بردار ہو جاؤ ورنہ تمکو پورا چچا بنکر افغانستان سے نکالونگا = **مصر** کے باغی جسقدر بغاوت کے الزام میں بری ہوئے تھے سب رہا کر دئے گئے = **محکمہ مجسٹریٹی** کیپ انبالہ سے کچھہ سرکاری روپیہ خورد برد ہو گیا ہی = **پیشاور** کا ایک ڈپٹی انسپکٹر پولیس بجرم مے نوشی موقوف کیا گیا ہی = **منشی** شیام لال صاحب مدرس قصبہ انبہٹہ ضلع سہارنپور جو فن ریاضی میں بڑے کامل تھے ۲۰ دسمبر کو فوت ہو گئے = **چینی فوج** کے لئے اسٹریا سے بندوقیں طلب ہوئی ہیں = **مدراس** کے اضلاع کی وسعت کم کیجاوے گی اور تعداد زیادہ = **نواب صاحب** بہاولپور کے لئے کلکتہ میں ایک لاثانی تاج جواہرات کا تیار ہو رہا ہی = **کونار** کے معزور حاکم کو امیر کابل نے جبراً نکالدیا ہی = منظوری آگئی ہی کہ جو دیسی افسران صیغہ جنگی پنشن یافتہ ہوں اُنکو صیغہ جنگلات میں اسامیاں دیجاویں = **بمبئی** میں **قوم بورا** کے ایک **شخص** نے ۱۸ برس کی عمر میں ۳۰ ہزار روپیہ دیکر ۱۱ برس کی لڑکی سے شادی کی ہی - واہ رے بوڑھے = **کلکتہ** میں تعلیمی کمیشن کا پھر اجلاس شروع ہو گیا ہی = حضور ویسرا نے آگرہ کالج کی امداد میں اڑھائی ہزار روپیہ دیا ہی = **لنڈن** کے ایک سوداگر کی دوکان میں آگ لگی اور دس لاکھہ روپیہ کا اسباب جل گیا = **مصر** کے انتظام کی نسبت یہہ خبر آئی ہی کہ فرانس کا قبضہ بالکل اُٹھا دیا جائیگا = **سلطان** روم کا رعب بھی مصر سے ہٹایا جائیگا - **فرانس** چین کے مقابلہ کیواسطے جنگی تیاریاں کر رہا ہی = **یکم جنوری** سے پشاور کے لئے اسٹیشن ریلوی ہو جائیگا = **مصر** کی تمام عدالتوں کے لئے انگریزی حاکم مقرر ہونگے = **موسم** آئندہ میں ایک بڑی بھاری نمائشگاہ جس میں دیگر ممالک سے بھی اشیاء پہونچینگی ہونیوالی ہی = **مقام** زمی واقع برہما میں شدید قحط ہی اور وہاں کے عیسائیوں نے ایک ہزار روپیہ چندہ جمع کر کے قحط زدوں کو دیا ہی = **مدحت پاشا** کی نسبت شریف مکہ نے یہہ حکم دیا ہی کہ اسپر سخت پہرہ قایم رہے اور یہہ کسی سے بات چیت نہ کرنے پاوے اور نہ کہیں خط روانہ کرے = **جرمن گورنمنٹ** نے احکام جاری کئے ہیں کہ قلعوں اور بارگوں کی فوجیں بڑھائی جاویں اور شرقی سرحد ریلوی کو وسعت دیجاوے = **لکھنؤ** میں صحت و تندرستی کی حالت عمدہ نہیں ہی اور تعداد اموات میں تخفیف نہیں ہوئی - عارضہ چیچک کا بڑا ہی زور ہی =

نور افشاں

سنہ ۱۸۸۶ء کا خاتمہ

—— ایک وہ دن تھا کہ ہم ۱۸۸۶ء کے خیر مقدم پر نہایت ہی خوش تھے اور آج وہ دن ہی کہ ہم اسکا خاتمہ نزدیک آتا دیکھتے ہیں۔ وقت تو گذر جاتا ہی مگر وہ واقعات جو اُسوقت میں واقع ہوتے ہیں ایک زمانہ تک یاد رہتے ہیں بلکہ ہر فرد بشر پر کچھہ نہ کچھہ اپنا اثر رکھتے ہیں ۱۸۸۶ء کی بھی یہہ حالت تھی۔ اسمیں وہ وہ واقعات وقوع میں آئے جو زمانہ گذشتہ میں نہ آئے تھے اور وہ وہ اثر لوگوں پر ہوئے جو زمانہ سلف میں نہ ہوئے تھے مگر اسلئے کہ ہمارے پرچہ میں آج اسقدر گنجایش نہیں ہی کہ ۱۸۸۶ء کی سوانح عمری درج کریں یہہ امر ہم ہفتہ آئندہ پر چھوڑتے ہیں +

ہمارے ناظرین اخبار اگر غور کی نظر سے دیکھیں تو معلوم کرینگے کہ سال کا شروع اور اختتام انسان کی زندگی کا پورا پورا نمونہ ہی جیسا کہ سال شروع ہوتا ہی اسیطرح انسان ایک دن پیدا ہوتا ہی۔ بڑی بڑی خوشیاں منائی جاتی ہیں اور ایک دن ایسا آتا ہی کہ وہی انسان نہایت غم و اندوہ کے ساتھہ قبر میں اُتارا جاتا ہی۔ پیدایش کی خوشی اور مرنے کا غم دنیا سے جلد کافور ہو جاتا ہی مگر اُسکی عادت و چال چلن و طریقہ وغیرہ ایک عرصہ تک یاد رہتا ہی اور لوگوں کے خیالات پر کسی نہ کسیطرح کا اثر پیدا کرتا ہی۔ اسمیں کچھہ شک نہیں کہ ہر فرد بشر اس امر سے بخوبی واقف ہی کہ انسان اس دنیا میں مسافر ہی۔ اسپر ایک دن ایسا آتا ہی کہ اسکو اس دنیا سے خواہ نخواہ کوچ کرنا پڑتا ہی۔ حتی کہ بارہا اُسکا اقرار بھی ہر ایک کرتا ہی مگر اگر اُس کے تعلقات دنیوی اور اُسکی طرز معاشرت و زندگی و دیگر امورات و ارادوں وغیرہ پر غور کیا جاوے تو صاف یہی نظر آتا ہی کہ یہہ انسان کبھی بھی نہ مریگا۔ اگر کوئی روح جو انسان کی حالت سے ناواقف ہو اتفاقاً اس دنیا میں آجائے اور انسان کے کاروبار کو خیال سے دیکھے اور پھر اُسکو یہہ کہا جائے کہ انسان فانی ہی تو کیا بادی النظر ہی میں وہ یہہ نہ کہہ اُٹھیگی کہ کل آدم زاد جاہل ہیں یا مناسب تو یوں ہی کہ انسان اپنی عاقبت پر غور کرے۔

جب کبھی کوئی مسافر سفر کرتا ہی تو ہر ایک میل کے نشان پر گذشتہ سفر اور آئندہ سفر پر نظر ڈالتا ہی اُسکو خیال ہوتا ہی کہ اب میں اسقدر سفر طے کر چکا ہوں اور اسقدر باقی ہی اور اس میں یہہ یہہ تکلیفات مجھپر گذریں اور اس سفر سے یہہ راحت پائی۔ القصہ اپنے سفر کی تمام حالات کو ہر پہلو پر نظر تعمق غور کرتا ہی۔ سال کا اختتام بھی بمنزلہ ایک میل کے نشان کے ہی۔ انسان کی عمر کا حساب سال پر موقوف ہی۔ سالوں ہی سے اُسکی عمر کا اندازہ اور حساب کیا جاتا ہی۔ جیسا کہ میلوں سے سفر کا۔ پس کیا مناسب نہیں ہی کہ اختتام سال پر یعنے اپنے سفر کے ایک میل پر ہم اپنی گذشتہ اور آئندہ حالت پر غور کریں۔ گذشتہ سفر کے راحت و رنج پر خیال کریں۔ اپنی کوتاہی اور بھول چوک پر لحاظ کریں۔ اور آئندہ سفر کی بابت سوچیں کہ کسطرح کی چال سے ہمارا آئندہ سفر باآرام سہولیت کے ساتھ کٹے۔ اور اسطور پر کہ آئندہ جہان کے جو ہمارا اصلی وطن ہی شایاں اور لائق ہماری طرز معاشرت و رفتار و گفتار ہو +

یہہ امر اظہر من الشمس ہی کہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ ۱۸۸۶ء گذر گیا اور پھر یہہ واپس نہیں آ سکتا ہی ہمارے زمانہ میں نہیں بلکہ جب تک یہہ دنیا ہی تب تک بھی واپس نہیں آئیگا۔ نہ صرف سال کا ہی یہہ حال ہی بلکہ ماہ و ہفتہ و دن و گھنٹہ و پل و دقیقہ و ثانیہ کا بھی یہی حال ہی۔ عجب نادان وہ شخص ہی جو اپنے وقت پر کام نہ کریں اور آخر کو افسوس کے ساتھ ہاتھ ملیں۔ بہت سے لوگ ہیں جو ایک سال آگا مسیح سے دور ہو گئے ہیں۔ اور بہزاراہا موقع اپنے ہاتھ سے کھو بیٹھے +

اکثر انسان کہتے ہیں کہ اگر ہمکو مرنیکا دن معلوم ہوتا تو ہم اپنے کاموں کے انجام دینے میں ہرگز غافل نہ ہوتے بلکہ اپنے اپنے وقت پر ہر ایک کام کو پورا کر لیتے اور مرنے سے پیشتر واہی تباہی کاموں سے توبہ کرتے اور خاصے ایماندار بن جاتے۔ ایسے خیالات کے اشخاص اپنی جہالت کے بجز اور کچھہ ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ کیا اُنکا یہہ کہنا صحیح ہی۔ ہرگز نہیں جب وہ اپنے مرنے کا وقت نہ جانکر جو شاید دوسری پل ہی خبردار نہیں ہوتے تو کیا ایک یا دو برس کی مہلت دیکھکر خبردار رہینگے۔ جو شخص آجکا وقت کھو کر آئندہ پر ڈالتا ہی اپنی صورت حال سے (خواہ وہ منہ سے کچھہ ہی کہے) ظاہر کرتا ہی کہ موت سے پیشتر میں خبردار نہیں ہوا چاہتا +

عجب امر یہہ ہی کہ کہنے میں تو لوگ یہہ کہتے ہیں کہ ہماری زندگی بہت تھوڑی ہی۔ انسان کا وقت تنگ ہی اُسکی عمر صرف ایک بالشت کی ہی۔ تھوڑے ہی سالوں تک جیتا رہتا ہی مگر اپنی زندگی کے مختلف حصص کہ جنکے مجموعے سے اُنکی زندگی بنی ہوئی ہی اسطرح صرف کرتا ہی گویا کہ اُنکا انجام ہی نہیں ہی۔ مثلاً سود خور اُن ایام کو جنکے اختتام پر اُسکو سود وصول ہوتا ہی اپنی زندگی سے معدوم کرنے کا کیسا اشتیاق رکھتا ہی حالانکہ یہی شخص اوپر کے کلمات اُنہیں ایام میں دن میں کئی بار ورد کرتا ہی +

ہم اپنے اکثر ناظرین نور افشاں سے جو ابھی تک راہ راست کی طرف رجوع نہیں ہوئے درخواست کرتے ہیں کہ آج مقبولیت کا دن ہی۔ آج اپنے گناہوں سے توبہ کرو آج ہی مسیح پر ایمان لاؤ +

افغانستان

ہم بیان کرچکے کہ بہت وجوہ سے پولیٹیکل معاملات پرانڈیا سپریم گورنمنٹ کا خیال رجوع ہے - لارڈ لٹن کو پشاور گئے ہوئے ۲ سال ہوئے - اُنکا جانا خاص اِس غرض سے تھا کہ مجوزہ ترسیم حکمت عملی سرحد میں افسروں کی کیا رائے ہے - اکثر اشخاص کو یاد ہوگا کہ جو وہاں کے معاملات سے واقف تھے اُنہوں نے حضور وایسرائے کے خیالات کو کس افسردگی اور شک سے دیکھا تھا - اِسطرف کے افسروں کی یہہ آزادی اُنکی قابل تعریف تھی - گورنمنٹ کی کارروائی میں اِس درجہ خلل اندازی ہوئی کہ شاید عوام کو اُسکی خبر نہ تھی اور نہ ہوئی ہوگی - دربار کابل کو معلوم ہوا کہ کونسل گورنمنٹ ہند میں اختلاف رائے ہے - اکثر اُسکا تذکرہ ہوا کہ ہندوستان منتظموں کا سولہ ہے لیکن یہہ منتظم رسمی طور کے ہیں شاہانہ طریقہ کے نہیں ہیں - ۱۸۷۶ء میں افسروں نے جو کابل کی بابت کارروائی کی وہ مصداق اِس بیان کی ہے - افسران پنجاب ترسیم حکمت عملی کے مخالف ہوئے تو گورنمنٹ ہند مجبور ہوئی کہ اِس صوبہ کی سرحد پار ایسا پولیٹیکل افسر مقرر ہو جو سرحد کی گفتگو سرگرمی سے کرے - یہہ افسر سرلوئیس پیلی منتخب ہوئے جو کپتن بوٹ پیلی مشہور ہیں - اُنکو لارڈ سالسبری صاحب وزیر اعظم نے مقرر کیا اُنکی تقرری پر اعلیٰ افسروں کی رائے موافق تھی - اِس عہدہ کے لئے سرلوئیس پیلی صاحب کو یہہ استحقاق اِسوجہ سے حاصل تھا کہ چند سال پہلے اُنہوں نے وسط ایشیا کی سیاحت کی اور بہت بہادر اور کارگذار مشہور تھے کہ یہہ بیڑا وہ جہازات بحری لوٹیروں کو تباہ اور گنگوار زردہ کو حکومت سے معزول کر سکتے ہیں - سرلوئیس پیلی کے عمدہ ترین دوست بھی مانینگے کہ یہہ تقرری اُنکی عقلمندی کی تھی - ہندوستان کے بعض افسران جلیل القدر کو حسد پیدا ہوا اور سمجھے کہ لنڈن کے وزرا کو لیاقت عہدیدار افسر مطلوبہ بمقام سے واقفیت نہیں ہے +

سید نور محمد شاہ سفیر کابل اور انگریزی سفیر سے ۲۰ جنوری ۱۸۷۷ء کو اول ملاقات ہوئی اُسوقت محض فضولی اختیار کی کہ گورنمنٹ کی حکمت عملی مخفی رکھیں لیکن بلوبک اور لارڈ بیکنسفیلڈ کی کتابوں سے صاف واضح ہے کہ کسی امر کی وجہ سے ہرگز یہہ بات قابل اخفا رکھنے کے نہ تھی بخلاف اِسکے گورنمنٹ کے حقمیں بہتر تھا کہ اُس عہدنامہ پر عام کو بحث کرنیکا موقع ملتا اِسواسطے کہ پیلی صاحب کی سفارت پر لوگوں کی رائیں مختلف تھیں - خوشحال گڈہ میں تعمیر پل اور راولپنڈی اور کوہاٹ میں رسد جمع ہونے سے اکثر اشخاص بلکہ یقیناً خود شیر علیخان کو بھی یہہ خیالات پیدا ہوئے - کہ گورنمنٹ لارڈ لٹن صاحب اپنی تجویزوں کی اعانت فوجی کے لئے تیار ہے گو لارڈ لٹن نے اُسکی تردید کی - الاحسب ظاہر تو یہی طریقہ پایا جاتا تھا کہ پیلی صاحب کی سفارت ۱۸۷۶ء بوجہ نامناسب مشورہ لارڈ لٹن کے بے قابو تھی +

امیر شیر علیخان تین سال پہلے سے کشیدہ خاطر ہوئے تھے - حالات سے ثابت تھا کہ اور بعد کو تصدیق بھی کہ امیر رفتہ رفتہ روسیوں کے آغوش میں جاتا ہے - پشاور کے جلسہ کانفرنس میں چار سبب بیان ہوئے کہ امیر اُن کے سبب اپنے پُرانے دوستوں سے بگڑ گیا ہے جنہوں نے جلسہ انبالہ ۱۸۶۹ء میں امیر کی بہت کچھہ خاطر و تواضع کی تھی ایک بات فیصلہ ثالثی سیستان ہے جس سے شاہ ایران کے فایدہ میں پر خیال رکھا گیا اور لبرل گورنمنٹ کی کاہلی دربار تھا - خوف امیر کہ روس قریب آتا جاتا ہے - اور ارل نارتھہ بروک صاحب نے امیر کے مخالف فرزند یعقوب خاں سے ہمدردی ظاہر کی اور قطعے پر قبضہ کرلیا گو سیستان گورنمنٹ راضی تھی کہ حتی الامکان گذشتہ [illegible] کی اصلاح کرے [illegible] خیال ہے کہ [illegible] عہدنامہ [illegible] کیا گیا یہہ عہدنامہ دوستی تھا جس سے امیر کے خاندان میں نسلاً بعد نسلاً امارت قایم رہتی - واقفکاروں نے ہمیشہ یہہ بیان کیا کہ اِسمیں خاص شرط یہہ تھی کہ کابل میں انگریزی افسر بطور سفیر کے رہے حالانکہ شرط منقسم کا مطلب یہہ تھا کہ ہرات یا کسی دیگر مقام افغانستان میں انگریزی ایجنٹ طرفین کی رضی سے مقرر ہوگا +

اِس مسئلہ کو ایک اور ضمنی یادداشت میں بیان کیا کہ اگر فریقین اِسکو مناسب نہ سمجھیں تو کابل کے شہر میں جب تک ہندوستانی ہی ایجنٹ رہے اور حضور وایسرائے ہند کی رائے میں قرین مصلحت ہو کہ براہ راست ضروری معاملات پر امیر سے گفتگو کرنا مقصود ہے تو خاص انگریزی افسر سفیر مقرر ہوگا جو عارضی اور ضرورتاً سفارت لیکر امیر کے دربار کو جائے +

یہہ شرایط انگریزی گورنمنٹ کے حقمیں عمدہ تھیں اگر ہم ایک ملک میں جانے سے خوف ظاہر کریں تو یہہ بیان محض بیجا ہے کہ ہماری شہرت اور ناموری میں فرق نہیں آتا - ہماری فوج کو ۱۸۴۲ء میں وہاں وہ شکست ملی کہ ہماری فتح یابی حال سے بھی اُسکا بدل نہ ہوا - بظاہر ۱۸۵۷ء میں کمشنر وہیو گورنمنٹ کا مقصد یہہ تھا کہ کابل میں ہمارے عمدہ تعلقات قایم رہیں سرلوئیس پیلی صاحب کے عہدنامہ میں جو شرایط لکھی تھیں اُنپر قایم رہنا اور اُنکو پورا کرنا بہتر تھا اُسسے ہرگز سرمو انحراف اور تجاوز نکرتے - انگریزی سفیر کے کابل جانے سے تمام مشکلات پیش نہیں آئیں بلکہ یہہ دشواریاں اُسکو وہاں رکھنے کی آمادگی سے لاحق ہوئیں - سرلوئیس کیوگناری کو بالخصوص لارڈ لٹن نے منتخب کیا - ہمکو اِسمیں حیرت تھی کہ اُنہوں نے اِس عہدہ کے لئے وہ افسر منتخب کیا جسپر اُنکو کامل اعتماد تھا یہی ایک افسر تھے جو لارڈ لٹن کی حکمت عملی کو یقین کرتے تھے لیکن اِس سے بہتر اور تقرری نہیں ہو سکتی تھی - میجر کیوگناری ضدی مزاج سے لوگ آگاہ تھے کیونکہ مدت تک سرحد پر اُنہوں نے اپنی نیجہ سے حکومت کی تھی یہہ بہادری میں فرد اور لیاقت میں

بے قتل تھے للاسفارت کے لیے تو بہت بدتر افسر تھے جو منتخب کیے گئے اُنہوں نے حقیقتاً بہادرانہ اور مردانہ وار جان دی ان کی افغانی تواریخ سے انگریزی نام کی بدنامی ظاہر ہے اگر قتل سفارت کو کناری سے سرکاری حکمت عملی میں چند سال تک فرق نہ آتا تو اُسکا کوئی نام بھی نہ لیتا تاہم برٹش سفارت کے قتیل سے یہہ ثابت نہیں ہے کہ عہد نامہ ۱۸۵۵ء و ۱۸۵۷ء کے شرایط کسطرح قابل منظوری تھے ہاں ایک بات سے صاف ظاہر ہے کہ بالکل حالت کابل دسمبر ۱۸۸۰ء میں بھی اُس رنگ پر ہے جو دسمبر ۱۸۶۵ء میں تھی اُس سے سرمو فرق نہیں ہے۔ امیر شیر علی خان نے چودہ سال گذرے کہ اپنے رقیب عبدالرحمان سے سخت جنگوں کے بعد کابل کے تخت کو محفوظ رکھا تھا۔ اُنہوں نے اوّل ہی موقع پر انگریزی گورنمنٹ کی مدد اور حمایت چاہی۔ اب امیر عبدالرحمان خان کی بھی وہی کیفیت ہے۔ چودہ سال میں معاملات کابل بہت بدل گئے الا عبدالرحمان خان کی کیفیت وہی ہے جو ۱۸۶۶ء میں امیر شیر علیخان سے تھی۔ سچ ہے کہ اُنکو کابل کی حکومت اور تخت انگریزی فیاضی سے ملا مگر شکوری شاہانہ اور صاف نہیں اور در اصل افغانستان کے شاہ کو تو اُسکی پرواہ بھی نہیں ہے۔ عبدالرحمان خان بھی بیشک اپنے دل میں وہی دلیلیں کرتے ہونگے جو چودہ سال اُدھر امیر شیر علیخان کرتے تھے کہ نہ مجھ سے روس محبت کرتا ہے اور نہ انگلستان کو محبت ہے ہاں اپنی خود غرضی سے دونوں میری دوستی کے طلبگار ہیں مجھے روس کا خوف ہے لیکن انگلستان کا ڈر نہیں ہے میں انگلستان کی دوستی کو بہ نسبت روس کے زیادہ پسند کرتا ہوں مگر مجھ سے حتمی وعدہ نہیں کرتا ہے کہ روسیوں کے خلاف مجکو مدد دیگی بس جب انگلستان اسپر متوجہ نہیں ہے تو میں اُس شاہ سے دوستی کرونگا جسکا مجکو خوف ہے +

اب دیکھنا چاہیے کہ مارچ ۱۸۶۹ء میں کنسرویٹو وایسرائے نے شیر علیخان کے حق میں کیا کیا تھا اور اُنکو کیا ملا پشاور سے انبالہ تک امیر کیواسطے شاہانہ جلوس ہوا۔ لارڈ میو نے اُس موقع پر جو شاہانہ دربار ترتیب دیا اُسکو صحیح طور سے بیان کیا ہے کہ مشرقی طریقہ سے کل سامان زرق برق کا کھنا زیبا ہے لیکن ایک وحشی جنگلی شخص کے لئے جیسے شیر علیخان برک زئی تھے یہہ شاہانہ جلوس بے محل تھا اُنہوں نے انگلش لیڈیوں کا ناچ بہت پسند کیا اور اسکاٹ گھاگرہ پلٹن کو پسند کیا اور نکتہ چینی کہ وردی سے تو یہہ بالکل برہنہ ہیں اُنہوں نے خوشی سے چیری براندی غیر ملک کے شخص کی پی اور کہا عمدہ ہے۔ اور خوبصورت ولیس لڑکے نے میری خوب مہمانداری کی اور میں اُنسے خوش ہوں لیکن جب یہہ اپنے پہاڑی ملک کو گئے اور دربار میں بیٹھے تو اُسوقت یہہ بیان کرنے لگے کہ ہندوستان میں جانے سے میرا بہت فایدہ کیا ہوا گورنر جنرل نے جو یادداشت دی تھی وہ اُسکے کسی فقرہ سے حمایت یا حفاظت نہ پا سکے یادداشت یہہ تھی آپکو اطلاع دیگی کہ اندرونی معاملات افغانستان میں انگریزی گورنمنٹ مداخلت کی خواہش نہیں رکھتی ہے لیکن جب یہہ خیال کرتے ہیں کہ بہ نسبت زمانہ سابق اب دربار کابل اور انگریزی گورنمنٹ کے رشتہ الفت و اتحاد بہت قریب ہے تو کوئی رقیب شخص جو تمہارے درجہ کا مخل ہو اور باہمی فتور ڈالے اُسکو انگریزی گورنمنٹ قہر کی نظر سے دیکھے گی اور وقتاً فوقتاً کوشش کر کے اپنی حکومت کو تقویت دیگی تاکہ آپ عدل اور انصاف کے ساتھ حکمرانی کریں اور بحال اعزاز اپنے بعد یہہ منصب اپنے جانشین کو تفویض کریں بس میری خواہش یہہ ہے کہ آپ عام فایدہ رساں اُمور کی نسبت اکثر گورنمنٹ ہند اور اُسکے افسروں سے مراسلت کریں گے اور یہہ سلسلہ خطوکتابت کا جاری رہے۔ آپ یقین جانئے کہ جو کچھ آپ کہیں گے ہمیشہ اُسپر کامل غور اور لحاظ ہوگا +

امیر نے مکرر سہ کر ان الفاظ پر کہ سخت ناراضی ہوگی غور کیا اُسنے کمروں میں چھپکر اُسپر مباحثے کئے۔ جب ۱۸۷۳ء میں سید نور محمد شاہ شملہ کو آئے اور اُن کے بشرے سے خوف آمد روس کا ظاہر ہوا تو اُنکو اِن الفاظ کے کچھ بھی معنے نہ معلوم ہوئے۔ اِس سے ایک زمانہ واقف ہے کہ اِس یادداشت میں گو موزون الفاظ سے خاموش حکمت عملی لارنس برتاؤ ہوا لارڈ میو نے جو زبان سے کہا یا دلی مقصد تھا وہ اِس تحریر سے منشرح نہ ہوا بلاشبہ لارڈ میو نے امیر کی طرف جو لطف آمیز طریقہ کا برتاؤ کیا تو امیر شیر علیخان کے دل پر یہہ نقش ہوا کہ ضرورت کے وقت انگریزی گورنمنٹ میرا ساتھ دیگی مگر ہم جو بیان کر چکے وہی سامنا ہوا یعنے اُنکو دھوکہ ہو اور ۱۸۷۳ء میں اُنکا شبہ پورا ہو گیا کیونکہ شیر علیخان کے معتمد سفیر نے صاف بیان کر دیا کہ میرے مالک کو اب انگریزی گورنمنٹ کے معاہدوں اور صدق دل پر بہت بے اعتباری ہے +

بالفرض امیر عبدالرحمان خان مارچ ۱۸۸۲ء میں وایسرائے ہند کے پاس آئیں تو کیا وہ اپنے ملک کو بہتر اطمینان لیکر نہ جاینگے جیسا کہ اُنکے پیشتروں ۱۸۶۹ء میں اطمینان لے گئے تھے ہم کہتے ہیں کہ یہہ کچھ بھی نہ ہوگا یہہ امر نامناسب اور خالی از رعایت ہے کہ ایسی بڑی سلطنت انگلستان امیر کابل سے وہ برتاؤ کریں جیسا ہم نے گذشتہ برسوں میں برتا ہے۔ ہر ایک عامل افسر خواہ کنسرویٹو ہو یا لبرل اگر روس نے بلخ یا ہرات پر قبضہ کر لیا تو بڑی خوف سے دیکھیگا حالت درجہ اور صورت امیر افغانستان کی ایسی ہے جس سے بے اعتنائی نہیں کر سکتے اور اگر ایسا کریں تو خلاف ایمانداری اور خلاف شان انگلش کے ہے۔ اگر گورنمنٹ نے حاکم کابل سے مہربانی کی تو یہہ مہربانی کچھ بے غرضی اور محبت سے نہیں بلکہ غرضی سے ہے۔ یہہ خیال تو ہر فرد بشر کے دل میں پیدا ہوتا ہے مگر جلسہ ذرا اِس سے منزلوں دور ہے۔ امیران کابل دوست محمد خان اور شیر علیخان کا سابق میں اور اب عبدالرحمان خان حال میں جو لحاظ ظاہر کیا گیا اُسکی صرف یہی وجہ ہے کہ امیر افغانستان کو قطعاً حقیر نہیں سمجھتے شاید کسی وقت میں

انکے واسطے بھی وہی طرفداری کرنا پڑے جو اُن کے برادران ایمانی کو مصر کے لیے کرنا پڑا ہے۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ ہم ایمانداری اور راست بازی سے بیان نہیں کرتے ہم نے ابھی تک کسی رئیس افغانستان کی نسبت نہیں سنا جسنے اپنے فایدہ پر خیال نہ کیا ہو جسکو کوشش ہائے بلیغ سے رنج و صدمہ نہ پہونچا ہو پھر ہمکو یقین ہے کہ عبدالرحمان خان بھی مثل دوست محمد خان اور شیر علیخان کے غلطی کرینگے بشرطیکہ گورنمنٹ کی کارروائی مستقل اور عمدہ نہ ہوئی +

جب سے مسٹر جی ڈبلیو ایس وہلی متوفی نے اپنے کاغذات فورٹ نیٹلی ریویو ۱۸۷۵ء میں طبع کرائے تب سے ناواقف اشخاص کے دلوں میں یہی سمایا کہ یا تو بالکل خاموش رہیے یا شرارت آمیز کارروائی کریں امیر کابل کو ۱۸۷۵ء میں اول ہی امر کی بہت سی اشتعالک ہوئی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری کارروائی کا برتاؤ نہیں ہوا۔ جب کو گناری اور بہادر گروہ انگریزی سفارت تہ تیغ ہوا +

ان دونوں فریق منتظموں کی رائیں سے کسیکو پسند کرینگے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک تو یہہ ہے کہ اگر لارڈ لارنس اور لارڈ لٹن کی حکمت عملیوں سے الگ ہوتے تو اُس کارروائی کو استادانہ آمادگی پر نامزد کرنا پڑیگا یعنے وہ آمادگی جس سے افغانستان اور امیر روسیوں کی سازش سے محفوظ رہینگے اور آنزدے دریائے اکسس تک مین کل برٹش ہی کا اثر پڑے۔ انگلشمین جب سچ بولتے ہیں تو مضبوط ہوتے ہیں اور جب راستبازی کرتے ہیں تو چالاک ہوتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اکثر لوگ یہہ کہینگے کہ لارڈ لٹن نے برٹش موسم کے موافق کارروائی نہیں کی۔ امیر کابل سے کسی مخفی امر کی حاجت نہیں ہے ہمکو شاہانہ امور میں افغا لازم نہیں ہے۔ ہمکو افغانستان کا ملک درکار نہیں جسنے قندھار چھوڑ دیا۔ جسنے قرم دیدیا۔ اور جب چاہیں آنسے جنگ کر سکتے ہیں اور جب چاہیں کابل قندھار پر فوج چڑھا سکتے ہیں اور فتح بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ ۱۸۴۲ء میں جنرل پالک فوج لیکر بڑھے تھے تو اُس امر کا ثبوت ہوا تھا اور یہی امر جنگ حال سے معلوم ہوا۔ افغانستان کا فتح کرنا کچھ مشکل بات نہیں الا اُسکو زیر کرکے رعایا بنانا دشوار ہے اسلیئے کہ تمام روئے زمین پر ایسے زبردست قومی خیالات نہ ہونگے بلکہ بطور فاتح کے تسلیم کرینگے انگلش کے مخالف افاغنہ کی طباع نہیں ہیں لیکن وہ ہمارے اعلی حاکم ہونیکے حاسد ہیں +

کوئی عمدہ وجہہ مانع نہیں ہے کہ امیر عبدالرحمان خان سے بھی اُن اُصول پر جو ۱۸۷۶ء میں شیر علیخان سے قرار پائے تھے عہدنامہ نہ کیا جاوے۔ درہ بولن اور درہ خیبر انگریزی حفاظت میں ہیں یہی ایک اثر ہمارے قیمتی جنگ کا ہے۔ یہہ بے شک ادنی پولٹیکل عقلمندی نہیں ہے۔ یہی عہدنامہ دوستی ہونا چاہیئے جس سے جنگ کیوقت اعانت ملے۔ کچھ یورپین ہی دشمن نہیں بلکہ ایشیائی دشمن پر بھی اثر ہو اور امیر کو سمجھا دیں کہ زبردستی شہر کابل میں انگریزی ایجنٹ مقرر کرنیکی ہمکو خواہش نہیں ہے مگر ہمارا استحقاق تسلیم کرنا چاہیئے کہ ہاں ایسا کر سکتے ہیں اور جو درجہ جاتا رہا ہے اُسکے حاصل کرنے کے لئے گاہ گاہ انگریزی سفیر کابل۔ قندھار۔ ہرات وغیرہ کو عارضی سفارت لیکر جایا کرے۔ اس کام میں کچھہ خوف ہے لیکن اگر کوئی لائق افسر اس کام کو اپنے ذمہ لینے والا میسر آیا تو ہمکو مجبور ہونا پڑیگا۔ انگریزی سفیر ایران اور جاپان میں مار ڈالے گئے تاہم دونوں مقاموں میں انگریزی سفارت موجود ہے۔ معاملات زر میں ہمکو امیر کابل سے فیاضانہ برتاؤ کرنا چاہیئے جیسا کہ بڑی آسودہ سلطنت کے لائق شان ہے۔ اگر کابل کو مدد خرچ دی تو یہہ صرف بمقابلہ اُسکے بہت کم ہوگا جو دیر پا جنگ روس میں صرف ہوتا ہے۔ جب امیر کابل ان باتوں کے خواستگار ہوں تو کوئی لیت و لعل اور حیلہ و حوالہ کا لفظ زبان سے نہ نکلنے پاوے +

اس انتظام میں اعتراض یہہ ہے کہ اگر مشرقی رئیس سے عہدنامہ ہوا تو جس کاغذ پر لکھا جاتا ہے اُسکی قیمت کے برابر بھی لائق قدر نہیں ہوتا الا مشہور عہدنامہ بحر اسود سے جو روس سے ہوا تھا بہتر ہوگا جو کئی سال ہوئے چاک کرکے پھینکدیا گیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ اگر روسی دریائے اکسس سے اُتر آئے تو امیر کابل پر کیا اعتماد اور بھروسہ ہو سکتا ہے اگر وہ اسطرح بڑھے تو بیشک ہمکو اعتبار کرنا پڑیگا اور عہدنامہ کرنے سے ہماری حالت کچھ بدتر نہ ہو جاینگی بلکہ اس حالت کو اعزاز ملیگا +

کیا ابھی اسبات کو عرصہ نہیں گذرا جو انگلستان امیر کابل کو دیکھے اور بالمشافہ کہے کہ ہم تمہاری حالت سے پرواہی نہیں کرتے ہیں بالضرور دیر ہوگئی ہے اور بہت وقت نکل گیا اسواسطے لازم ہے کہ امیر عبدالرحمان خان جبوقت چاہیں ہماری حمایت کے طلبگار ہوں اور ہم فوراً اُسکی حمایت پر آمادہ ہوں اور ایسی سیر چشمی اور فیاضی سے حمایت کریں جو کسی بڑے شاہ ایشیا کے شایان ہو۔ اس فرق کی صدائے بازگشت مثل فرقہ جنگجوئی کی صدا کے معلوم ہوتی ہے لیکن کیا تمام ہندوستان بھی کھیتے کھیتے فتح نہیں ہو گیا ہے کہ حاشا ہم طلبگار جنگ نہیں ہیں۔ انگریزی گورنمنٹ کے خلاف شان اور نامناسب حالت ہے کہ وہ اپنے کو درست اور رہنما امیر کابل کا قرار دے اور مسٹر گرانٹ ڈف کی طرح اُمید ظاہر کرے کہ ایسے ملک میں جہاں مدت سے ابتری تھی مضبوط گورنمنٹ قایم ہونیوالی ہے اور پھر یہہ بھی کہے کہ گورنمنٹ کو کسیطرح منظور نہیں ہے کہ شیر علیخان کو انتخاب بناہ بمقابلہ روس یا کسی سرکش کے قرار دے۔ اسبات کو تو کوئی امیر کابل ہرگز یقین نہ کریگا کہ اُسکی طرف ہمارے ارادے فیاضانہ ہیں +

حضور لارڈ رپن نہایت عالی دماغ اور عقیل وایسرائے ہیں

جوبات کرتے ہیں نہایت ایمانداری کے خیال سے کرتے ہیں آئندہ حکمت علمی افغانستان بھی ایمانداری اور صدق دلی سے ہونا چاہئے۔ اگر امیر کو ہماری دوستی کی حاجت ہو تو اُس سے انکار نکریں اگر وہ اسکا برتاؤ دغابازی سے کرے تو فوراً اُسکو سزا ملے۔ اہل مشرق کاغذ کے ٹکڑے کو پسند کرتے ہیں نوکر چٹھی چاہتا ہے افسر سند چاہتا ہے اور رئیس عہدنامہ کی خواہش کرتا ہے اسلئے امیر عبدالرحمان خان سے عہدنامہ کرنا چاہئے۔ آئندہ حکمت علمی افغانستان نہ شرارت آمیز گرمجوشی کی ہو ورنہ بیکار خاموشی کے ہو بلکہ حکیمانہ نگاہ سے ہو اور اس ملک پر صرف برٹش ہی اثر پڑے فقط +

حل معما

ڈیر ایڈیٹر نور افشاں مطبوعہ ۱۴ دسمبر ۱۸۹۵ء کے صفحہ ۳۹۷ دوسرے کالم میں جو معما حل طلب مرسلہ گنگارام صاحب حل کر کے ارسال خدمت کرتا ہوں تاکہ آپ فوراً اسکو درج اخبار فرماکر ممنون و مرہون فرماویں + راقم احسن کلانوری

وہ ابر ہے

ہوا بر اُس جس کا دوست مدام | جو کرتا نہیں ہے سخاوت مدام
اگر جب کبھی وہ سخاوت پہ آئے | تو ادنیٰ و اعلیٰ میں یکساں لٹائے
نہ ہو فرق کچھ پاک و ناپاک میں | نہ تفریق ہو آم اور آگ میں
اگر پاؤں کاٹ اسکا سر پر لگائیں | تو پا ابر سے راب اسکو بنائیں
نہ ڈالی جگہ اُسکو ہو شکنا م | محبت سے کھاوینگے غربا تمام
اُٹھا پاؤں کو سر کے آگے دھریں | تو ہو وار تب ڈھونڈ ہیچ اعداد ہیں
اگر ہیگ کو کاٹ سر پر لگا | ابر سے اُسے بار دیویں بنا
ہو نا غلس تھا اسکو سر و رب | طفیل اُسکے نان روٹی کھائیں غرب
کہیں بانکے نیچے اگر اُس کا سر | بُرا ہو ہے وہ اشراف لو اس سے ڈر
ذرا سر کو گر پاؤں ملادیں وہاں | گویا ابر سے رب بنادیں وہاں
تو ظاہر ہو پھر نام اللہ کا | جو مالک ہے از کرو ناکا وکا

تو ہو حسن اب جسم رد کے ساتھ | سخی ہو بہرہ مند کا ہو نامعقد
(۱) رباب۔ جو شباکو میں ڈالا کرتے ہیں اور غریب لوگ اُس کو بجائے گوشت کے کھانوں میں ڈالکر کھاتے ہیں۔ (۲) آب۔ جو اکائی ہو یعنی دیگر بعد ضرب سے پہلے شمار کیجاتی ہے (۳) بار۔ یعنی بوجھ جسکو اُٹھاکر مزدور لوگ ۔۔۔ (۴) بہرا۔ یعنی شہر ۔۔۔ زرفے میں۔ (۵) رب یعنی خدا فقط

راقم

محمد حسن احسن مدرس مسلم نورمل اسکول لاہور ۱۲۸۱ آج ضلع گرگ ۔

معما حل طلب

کیا ہم اور کیا اور لوگ سب ایک چیز کو دلی الفت سے خواہاں ہیں۔ اور اگر اسکے سر اور پاؤں دونوں کاٹیں تو ہماری بدنی زیبائش کا باعث ہو۔ اور اگر سر اور گردن دونوں اُڑا دیں تو ہماری جسمانی زراعت نبجادے۔ اور سر اور پاؤں سے پہلا حرف کاٹنے سے ہر ایک بات میں سب سے پہلے ہو اور سر اور گردن اور پاؤں سے پہلا حرف کاٹنے سے گھی اور اسی کو اُلٹنے سے ہمارے سونے کا ایک جزو بنجاوے اور اگر اسکو بجنسہ اُلٹادیں تو کل مخلوق اور اسکی حالت یکساں ہو۔ اور اگر پاؤں اور اسکا پہلا حرف کاٹیں اور منقلوب کریں تو فقط ذات الٰہی پر دال ہو تو بتاؤ کہ ہمارا مطلوب کیا ہے +

راقم۔ محمد حسن احسن از کلانور

معما حل طلب

کئی ایک قدرتی چیزیں خدا نے ہم کو عنایت کی ہیں جن میں سے ایک ایسی ہے جو ہمیشہ کبھی کبھار اپنے موقع پر ہم کو فیض بخشتی ہے۔ اگر ہم اسکو مقلوب کریں اور اپنی جان کے ساتھ ملادیں تو فوراً ہم کو عالم نزع دکھادے اور اگر پاؤں اسکے سر سے پہلے لگادیں تو مبلغات وغیرہ پر دلالت کرے (یعنی خواہان دولت ہو)

اور اگر اُس کو فارسی بجنسہ لیجاکر مقلوب کریں تو ہماری غرت کا باعث ہو۔ تو فرمائیے کہ وہ قدرتی چیز کیا ہے؟

حل معما

مرسلہ لالہ بالک رام ماچھی واڑہ

مندرجہ کالم اول صفحہ ۳۹۷ اخبار نور افشاں مطبوعہ ۱۴ دسمبر۔ وہ عدم ہے۔ جو کسی کے اختیار میں نہیں اور پہلا حرف (ع) کاٹنے سے دم رہتا ہے جس سے انسان زندگی پاتا ہے +

حل سوالات پر ایک نظر

جناب ایڈیٹر صاحب۔

تسلیم۔ آج مجھے خیدولعل دہلوی کے حل کردہ سوالات اخبار نور افشاں مطبوعہ ۲۶ اکتوبر ۱۸۹۵ء میں نظر پڑے اور یہ حل اُن سوالات کا ہے جو اخبار نور افشاں مطبوعہ ۱۹ اکتوبر ۱۸۹۵ء میں بالک رام لکھنوی کی طرف سے شایع ہوئے ہیں۔ لالہ خیدولعل صاحب نے (سبحان اللہ کیا کہنے ہیں) (حل ہی لیا ہی ہو) بہت اچھا حل لکھ کر بھیجا۔ اخبار نور افشاں میں جو معمے درج ہوا کرتے تھے شاید لالہ صاحب خیدولعل دہلوی نے اُن سوالات کو بھی معما ہی تصور کیا اور اس حل پر یہ کیا مفصل ہے۔ سُنئے ایڈیٹر صاحب ذرا خیال فرمائیے۔ ایسے سوالات حل شدہ اندراج سے غیر کا تو کچھ نقصان نہیں فقط آپ کے نام پر دھبا ہے اور ایسے حل سوالات کے درج کرنے سے ہمارے معزز اور معتبر اخبار نور افشاں کی بے شک ہتک ہوگی جس میں ایسے بے ڈھنگ و بے قاعدہ سوالات درج ہوتے ہیں اور کیوں نہ لوگ اسپر ٹھٹھا کرینگے اسلئے ہم خیر اندیشی کے طریقہ پر ایڈیٹر صاحب کو تکلیف دیتے ہیں کہ وہ ان سطور مرقومہ بالا کو اپنے اخبار گوہر بار میں جگہ دیکر ممنون و مشکور فرماویں +

لو لالہ صاحب نمونہ۔ اب ہم لالہ صاحب کو سوائے اسکے (کہ پیر نمونہ یا موزن) کوئی خطاب نہیں دے سکتے اور نمونہ کے طور پر انہیں سے ایک کا حل جواب کی نذر کرتے ہیں +

(۱) چونکہ ۱، ۲ گز فی روپیہ اور ۲ روپیہ فی گز کے کپڑے کا کل مجموعہ = ۳۰ گز کے

ایک گز قیمتی ½ روپیہ اور ½ گز قیمتی ایک روپیہ کے حساب سے گویا کل کپڑا ۳۰ گز ہے تو اس سے (ادہا ہے) ظاہر ہے کہ ۲ گز فی روپیہ والا فی گز ۲ روپیہ والے سے ۲ گنا آویگا گویا ان میں ایسی نسبت ہوگی کہ ایک گز قیمتی ½ روپیہ ½ گز قیمتی ۲ روپیہ :: ۷ : ۱ +

۸ = ۱ + ۷ کے۔

اور بعد یوں لگایا۔ یعنے ۸ : ۱ :: ۳۰ : ؟

یعنے ۳۰/۸ = ۱۵/۴ = ۳ ۳/۴ گز وہ کپڑا جسکی قیمت ۲ روپیہ فی گز ہے +

اور جس کپڑے کی قیمت ۲ گز فی روپیہ ہے۔

وہ { بطرز اول ۳۰ − ۱۵/۴ = ۱۰۵/۴ = ۲۶ ¼ گز } اور بطرز دوم ۸ : ۷ :: ۳۰ : ؟ = (۱۵×۲×۷)/(۴×۲) = ۱۰۵/۴ = ۲۶ ¼ گز } جواب

اِلتماس

میں اپنے سب مہربان طلبا اور شائقین علم حساب کی خدمتمیں بادب التماس کرتا ہوں کہ وہ اگر حل سوالات وغیرہ ارسال فرمایا کریں تو ایسے ہی بھیجا کریں جن کے دیکھنے سے نادان بھی سمجھ جاوے کہ ہاں ٹھیک یہہ ہی قاعدہ ہے ورنہ منقول جیسے حل سے طلبا کو کچھ فائدہ نہ ہو پہنچیگا +

راقم خیرخواہ طلبا ایم پی ای (م ـ ج ـ ا) کلانوری

اخبارات تار برقی

برلن۔ ۱۸ دسمبر۔ نیم سرکاری طور سے اطلاع دی گئی ہے کہ جرمن اور آسٹریا کی دوستی اور بھی قایم رہیگی۔ بیان ہے کہ یہہ دونو سلطنتیں اور تمام سلطنتوں سے دوستانہ برتاو رکھینگی الا کسی خاص کی تیسری سلطنت سے اتحاد نہ ہوگا +

قاہرہ۔ ۱۹ دسمبر۔ جو قیدی حال کے عذر کی وجہ سے قید ہوئے تھے وہ تمام رہا کئے گئے ہیں +

پیرس۔ ۱۹ دسمبر۔ ایم گمبٹا کے معدے میں ورم ہے اور سخت بیمار ہے +

لنڈن۔ ۱۸ دسمبر۔ نہر سویز کمپنی نے برضامندی انگریزی ڈائرکٹروں کے قرار دیا ہے کہ نہر پر تین بڑے اسٹیشن تعمیر کریں ہر ایک اسٹیشن میں ۴۰ جہاز کی وسعت ہوگی۔ ایک کنارا ایک تیسارا ایک کلومیٹرک میں ہوگا۔ کمپنی نے نہر کے عمیق کرنے والی کلیں بچاس لاکھ فرانک کی طلب کری ہیں تاکہ کام شروع کریں +

قاہرہ۔ ۱۹ دسمبر۔ لارڈ ڈفرن نے ایک تدبیر کی تجویز کی جس سے مصری عدالتوں کا انتظام عمدہ ہوگا بشرطیکہ وہ یورپین ججوں کے ماتحت ہوں +

کلکتہ۔ ۲۰ دسمبر۔ تعلیمی کمیشن نے کل سے کمیٹی میں اپنا قطعی کام شروع کیا۔ ٹون ہال میں ہر ایک کمیٹی کے جلسہ جداگانہ ہونگے۔ ہر ایک کمیٹی میں آٹھ ممبر ہونگے۔ اور مسٹر ہنٹر صاحب پریسیڈنٹ سب کمیٹیوں میں نشست کرینگے۔ ایک سنٹرل کمیٹی تین اشخاص کی اُس ترمیم کا انتظام کریگی جو ممبران چھہ کمیٹیوں میں لازم آئیگی نقشوں کی ایک کمیٹی اُن مسایل میں گفتگو کریگی جو فارم یا نقشوں کے بابت پیش آئیں۔ ہر ایک ممبر کمیشن منجملہ چھہ کمیٹیوں کے تین کمیٹیوں میں نشست کریگا یہہ تدبیر اسوجہ سے ہے کہ بعض ممبر بوجہ اپنے کام یا سرکاری کام کلکتہ کے ہر روز شریک نہیں ہو سکتے ہیں۔ بیان ہے کہ گورنمنٹ کو کمیشن کی رپورٹ شروع مارچ میں مطلوب ہے۔ مگر ممبروں کو شبہ ہے کہ شاید اُس وقت تک کل تکمیل نہ ہو سکیگی قلیمی سلسلہ انتظام خود اختیاری سے جس قدر منضم ہے کہ اُسکے لئے ہر ایک کوشش درکار ہے تاکہ جدید تجویز کا اُس سے اتفاق ہو۔ درانحالیکہ یہہ امر منظور خاطر ہے کہ رپورٹ کمیشن تعلیمی قبل از یکم اپریل ۱۸۸۲ء گورنمنٹ کے پاس پہنچ جانا چاہئے +

مدراس۔ ۲۰ دسمبر۔ جہاز سعدرن ملزک بہت بڑا کوئلہ کا نیوکاسٹل اور نیو ساوتھ ویلز سے لیکر آیا تھا بندرگاہ سے ایک میل جنوبی جانب ریت میں اڑگیا۔ برٹش انڈیا کمپنی کا جہاز الشیا نامی اُسکو نکالنے کو گیا ہے۔ جہاز کی حالت نازک ہے۔ اُس میں چار فٹ پانی بھی آگیا ہے یہہ نہیں معلوم کہ کیونکر ریت میں جا پھنسا۔ مگر بڑی خیر یہہ ہے کہ سمندر میں ہوا بھی کم ہے +

لنڈن۔ ۲۰ دسمبر۔ مسٹر چیمبرلین نے اسپیچ کہی اور برٹش حفاظت مصر کی تجویز پر اعتراض کیا۔ کہا کہ جب امن و امان ہو جاوے اور حفاظت کے ساتھہ انتظام ہووے اور آزادی بھی ملے تب برٹش کا قبضہ ختم ہوگا +

بمبئی۔ ۲۱ دسمبر۔ پیرس کی تار برقی سے معلوم ہوا کہ کتھیڈرل سینٹ ڈنس میں ۲۳ نومبر کی رات کو بہت زبردست چوری ہوئی چوکیدار موجود نہ تھا کتھیڈرل میں چور گھسے اور ۲۳ قیمتی اشیا لیگئے۔ اُنکے منجملہ سات تاج چھوٹے بڑے شاہوں کے تھے یعنی لوئیس ۱۸ اور ڈیوک بوربون اور دو دختران لوئیس ۱۵ کے تاج تھے اور نہایت عمدہ صنعت کار طلائی ظروف تھے +

ویانا۔ ۲۰ دسمبر۔ پریسیڈنٹ کونسل جلسہ وزرا نے پارلیمنٹ میں بجواب ایک سوال کے کہا کہ ورنہ لا کچھہ متوحش خبریں مبالغہ آمیز مشہور ہیں اُن سے کسیطرح امن و عافیت یورپ میں فرق آنیکا احتمال نہیں ہے +

سویز۔ ۲۰ دسمبر۔ جہاز گوالیار کل شام کو داخل ہوا۔ جہاز انڈیا آج سہ پہر کو اور جہاز ریوان کل شام روانہ ہوا +

اسکندریہ۔ ۲۱ دسمبر۔ سر ڈولن وڈ آج یہاں داخل ہوئے +

برلن۔ ۱۲ دسمبر۔ جرمن گورنمنٹ نے احکام جاری کر دئے ہیں کہ قلعوں اور بارگوں کی فوجیں بڑھائی جائیں اور مشرقی سرحد کی طرف ریلوی کو وسعت بہت جلد دیجاوے +

پیرس۔ ۱۲ دسمبر۔ اخبار ٹائمس کا یہہ بیان کہ ایم بریڈیف نے مصری کنٹرولر جنرل کے فرایض منصبی پھر اختیار کئے ہیں غلط ہی۔ فرنچ گورنمنٹ نے انجام کار ٹانکن پر چڑھائی کرنیکا عزم فیصل کر دیا۔ اور چیمبر س سے گیارہ ملین فرانک کی رقم زاید کی استدعا کیجاویگی۔ ایم گمٹیا کو علالت سے آرام ہوتا جاتا ہی +

لنڈن۔ ۱۸ دسمبر۔ ریٹ ریونڈ ڈاکٹر بنسن بشپ ٹرورو آرک بشپ کینٹ بری مقرر ہوئے ہیں +

مسٹر فاسٹ کو عنقریب صحت ہی۔ ایرلنڈ کی خبروں سے معلوم ہوا کہ تین قاتل کو جنہوں نے نقاب پوش قتل کیا مستوجب سزا ےموت ٹھہرے اور حکم پھانسی کا ہوگیا +

اخبار ٹائمس لکھتا ہی کہ ایم بریڈیف نے بطور فرانسیسی کنٹرولر جنرل مصر کے کام شروع کیا +

کلکتہ۔ ۲۲ دسمبر۔ خبر ہی کہ دسمبر ۱۸۸۳ء کی اندرونی نمایش میں خاص نو حصے ہونگے۔ اول مصوری۔ ۲۔ آلات اور صنعت وحرفت۔ ۳۔ آرایش اور اشیا ء مکانات سکونہ ۴۔ کپڑا معہ ریشہ دار اشیاء۔ ۵۔ معدنیات۔ دستکاری او رصحرائی اشیاء۔ ۶۔ آلات اور طریقہ استعمال تیاری اشیاء۔ ۷۔ اشیاء خوردنی۔ ۸۔ دستکاری اور کاریگری۔ ۹۔ بچوں کی بنائی ہوئی چیزیں۔ قصد ہی کہ زندہ جانور اور زراعت اور پھولوں کی نمایش ہوگی اور سادہ تصویریں مرقع اور رنگی تصویریں اور عام چیزیں صنعت وحرفت کی رکھی جاوینگی۔ معمولی تحفے طلائی نقرئی بھی عطا ہونگے اور جانچ کرنیوالے بھی منتخب لوگ ہونگے۔ ۴ دسمبر کو افتتاح اسکا ہوگا اور ۲۹ فروری ۱۸۸۴ء تک نمایش رہیگی +

کلکتہ۔ ۲۲ دسمبر۔ آج کی لیجس لیٹف کونسل میں سلیکٹ کمیٹی کی ریپورٹ ایکٹ ملاح مزارعین دکن پر مسٹر ہوپ کی تحریر سے غور کیا گیا۔ مسٹر گبس صاحب نے تجویز کیا کہ ایک دفعہ اور بڑھائی جاوے جس میں بچوں کو فریقین وغیرہ کے حضور حاضر کرانے کی اجازت دیجاوے اُس پر بحث ہوئی۔ مسٹر ہنٹر صاحب نے یہہ دلیل پیش کی کہ یہ اختیار اصل ایکٹ کے منشاء کے خلاف ہی۔ مسٹر کراسٹھویٹ نے اس تجویز سے اس بنا پر انکار کیا کہ جب تک اس ایکٹ کی کارروائی کا بخوبی تجربہ نہ ہو اور اس امر کا یقین ہو جاوے کہ ہی کے ڈاکٹر پالس صاحب نے جو مختلف شکایتیں ظاہر کی تھیں وہ بڑھتے نہ جاوینگی۔ مسٹر ہوپ صاحب نے کسی قدر طوالت کے ساتھ یہہ بیان کیا کہ اصلاح مجوزہ اصلی مقاصد ایکٹ کے منافی نہیں ہی اور اس امر کا ثبوت کامل نہیں ہی کہ یہہ شکایتیں اصل میں ہونے والی ہیں یا یہہ کہ اُن کے انسداد کی نسبت جو خبرداری کیجاتی ہی وہ غیر مکتفی ہی اور جو اختیارات تجویز کئے جاتے ہیں انہیں چندان جرأت نہیں ہی۔ مسٹر بیلی صاحب نے ترمیم کی تائید کی۔ مسٹر البرٹ صاحب نے اختلاف کیا اور کہا کہ اس ترمیم سے اصول میں تبدل ہوگا اور میں تبدل نہ ہوگا لہذا مسودہ قانون کے خلاف ہی اور جو اطلاع کونسل کو ملی وہ اسقدر کافی نہ تھی ترمیم خواہ مخواہ ضروری سمجھیں۔ مسٹر گبس صاحب نے مسٹر ہوپ صاحب کے دلایل سے اتفاق کیا اور کہا کہ اس امر میں گورنمنٹ کی خواہش کے موافق کارروائی ہونی چاہئے کیونکہ اُنکو پوری اطلاع اس امر میں تھی اور یہہ ترمیم صرف اصول ہی میں نہیں بلکہ خاص قانون میں ہوگی۔ حضور ویسرائے اس ترمیم کو ضروری نہیں سمجھتے مگر سفارش کرتے ہیں کہ یہہ منظور کیجاوے کیونکہ یہہ لیجس لیٹف کونسل کے دو ممبران بمبئی اور خود گورنمنٹ بمبئی کی خواہش کے مطابق تھی کونسل نے ترمیم منظور نہیں کی۔ بعد ازاں مسٹر ٹامس نے تحریک کی کہ ایک دفعہ بڑھا دیجاوے کہ چند دستاویزات رجسٹری سے مستثنیٰ کیجاویں مگر یہہ تجویز بھی بعد بحث کے نامنظور ہوئی۔ مسٹر ہوپ صاحب کی اس تجویز پر کہ مسودہ ترمیم شدہ منظور کیا جاوے بہت کچھ بحث ہوئی اور مابین بحث کے بمبئی کے حال کے انتظامات کی نسبت اعتراض کئے گئے اور اُن اعتراضوں کا جواب دیا گیا۔ مسٹر ہوپ صاحب مسٹر ہنٹر صاحب۔ جوت اندرو موہن ٹگور کراسٹھویٹ مسٹر بیلی صاحب۔ مسٹر البرٹ صاحب۔ مسٹر گبس صاحب اور حضور گورنر جنرل شریک بحث تھے۔ جلسہ تین بجے برخاست ہوا اور یہہ بحث ۱۵ دن کے لئے ملتوی رکھی گئی ہی +

لنڈن۔ ۲۴ دسمبر۔ اخبار ٹائمس نے ایک بڑے مضمون میں یہہ اعلان کیا ہی کہ انگلستان چندروز میں ایک مراسلہ سلاطین یورپ کے پاس روانہ کرنے والا ہی جس میں اُسنے اپنے ارادے ظاہر کئے ہیں جو مصر کی بابت ہیں اور ایک تجویز اُس ملک کے کامل انتظام کیواسطے پیش کی ہی +

مصر کی ایک سرکاری تار برقی سے معلوم ہوا کہ بدوؤں میں سے دو شخص جنہوں نے پروفیسر پامر اور اُنکے ہمراہیوں کو مارا تھا گرفتار ہوئے امید ہی کہ باقی قاتل بھی ۱۵ دن کے اندر گرفتار ہو جاوینگے +

لودیانہ

شہر میں بڑے دن کی بڑی خوشیاں رہیں۔ ڈالیوں کے خریداروں نے ہر قسم کے میوہ کو گراں کر دیا۔ چوری کی وارداتیں زیادتی پر ہیں۔ لیکن بعض بعض لوگ یونہی اُڑا دیتے ہیں کہ میرے چوری ہوگئی ہی۔ پرسوں رات کو ہلیاں پولیس نے پانچ قمار باز مع ایک عورت کے قماربازی کرتے ہوئے گرفتار کئے یقین کہ سزایاب ہونگے +

لوکل سلف گورنمنٹ کی تقرری کی بابت یہاں بھی عنقریب جلسہ ہونیوالا ہی +